جناب ریحان اختر

جنگ کا داعی امن کا مبلغ کیسے ہوسکتا ہے؟

جنگ ہر وقت ہوسکتی ہے ہر بات پر ہوسکتی ہے جنگ کے دوران ہر ناجائز کام کو جواز کا پروانہ جاتا ہے۔ جنگ کے بعد فاتح قوم، مفتوح قوم کے ساتھ جو سلوک چاہے روا رکھ سکتی ہے۔ اس نے صرف ایک پیمانہ بنالیا ہے کہ حالات کا جو تقاضا ہے اس کو کرگزرو۔ حالانکہ یہ تمام تر حالات اسی کے ذہن و دل کی اختراع، اسی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں، گویا اس کے فیصلہ میں ذاتی مفاد اور منصب، اقتدار اور ملک ہی کارفرما ہوتے ہیں آخری فیصلہ کن حیثیت صرف اسی ایک چیز کو حاصل ہوتی ہے اور وہ چیز ہے طاقت وقوت، اگر تم طاقتور ہو تو سب کچھ کرسکتے ہو، پوری دنیا کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ سکتے ہو، بے قصور انسانوں کے گلے میں غلامی کا طوق ڈال کر اپنی غلامی پر مجبور کرسکتے ہو۔ اور اپنے خوفناک جدید اسلحوں کے ذریعہ سبز و شاداب ملکوں کو کھنڈر بنا سکتے ہو۔ اور دنیا پر خونی جنگوں کو مسلط کر کے اپنے اسلحہ کا بیوپار کرسکتے ہو۔ لیکن یورپ طاقت کے نشہ میں اپنے مغروریت کا یہ خواب پورا نہیں کرسکے گا۔ جب کہ یورپ اپنے اسی خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے سرگرداں ہے اور دنیا کے ہر جنگی وسائل کو استعمال کر کے تھکا دینے والے راستے پر چل پڑا ہے۔

اسلامی جنگوں کے علاوہ جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان تمام جنگوں نے دنیا میں سبز و شادابی نہیں لائی بلکہ اس کو چٹیل میدان بنادیا۔ معصوم انسانون کو عیش و آرام، سکون و اطمینان نہیں ملا بلکہ ان کی پرسکون زندگی اضطراب و بے چینی کا شکار ہوگئی۔ اور یہ لوگ خوف و ہراس کے ذہنی مریض ہوگئے۔ فتنہ فساد، بے چینی و بے قراری، بدامنی و فساد ظلم و جبر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اس کے حصے میں کچھ نہیں آیا۔ پچھلی عالمگیر جنگوں نے اور عراق و افغانستان و پاکستان کی جنگوں نے اور جس ملک پر بھی جنگی بادلوں نے برسات کردی ان کا کیا حال ہے اور جس ملک و قوم پر یہ جنگی بادل سایہ بن کر ٹہل رہے ہیں ان کا کیا حال ہوگا، یہ خدا جانے، پچھلی جنگوں نے کیا دیا، صرف یہ ہے کہ اس جنگ کا ہر فریق بذات خود اپنے اپنے مقام پر تہذیب و تمدن کا داعی اخلاق و کردار کا معمار، انسانیت و شرافت کا معلم، عدل و انصاف، رواداری کا علمبردار اور اخوت و مساوات کا پیکر عظیم سمجھتا تھا لیکن دنیائے تہذیب انسانی کے استادوں کو کس رنگ میں دیکھا؟ کس حال میں پایا؟

امن کا علمبردار کہنے والا اور پوری دنیا سے زہریلے قسم کے اسلحے کا بیوپار کرنے والے ''امریکی تاریخ پر ایک سرسری اور طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے چلیں جس سے ہمیں آج کے انسانیت کے علم بردار امریکہ کی تاریخ کو سمجھنے کا پورا پورا موقع مل

سکتا ہے۔ انیس ویں صدی کی دوسری دہائی میں تاریخ کو ایسے دلدوز وہیبت ناک مناظر دیکھنے کو ملے جس کی تاریخ کو رقم کرنے میں امریکہ کا اہم کردار رہا ہے۔ ۱۹۱۶ء میں پہلی جنگ عظیم میں کل ۱۶ ممالک نے حصہ لیا۔ صرف ترکی ایسا واحد ملک تھا جس نے اس خونی جنگ سے اپنے کو کنارہ کش رکھا اور اس جنگ عظیم کا حلیف بننے سے انکار کر دیا۔ سربیا کے ایک قوم پرست اور آسٹریا اور ہنگری کے ولی عہد فرانس فرڈی ہینڈ کے قتل سے شروع ہوئی۔ ۱۹۱۶ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگ عظیم نے ۸۵ لاکھ ۸۲ ہزار ۸۰۰ سے زیادہ انسانی جانوں کو لقمہ تر بنالیا۔ ۱۹۱۸ء میں یہ جنگ اپنے اختتا پر پہنچی۔ ۱۹۳۹ء میں شروع ہونے والی دوسری جنگ عظیم میں کل ۲۷ ممالک نے حصہ لیا اور یہ سب کے سب غیر مسلم تھے۔ اور اسی دوران انسانیت سوز سانحہ ہیروشیما بھی دیکھنے میں آیا جس میں آج کی دنیا کے انسانیت کے علم بردار امریکہ نے ایک ایٹم بم کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو سوختہ کر ڈالا، جہاں کی فضا پر اب بھی موت کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ جہاں ماہرین سائنس جاجا کر ابھی تک تجربہ کرتے ہیں کہ یہ شہر کب سابقہ پر لوٹ سکے گا۔ بات اس پر ختم نہیں ہوئی تین دن کے بعد ۹ راگست ۱۹۴۵ء کو ایک ایٹم بم جاپان کے شہر ناگا ساکی پر گرا دیا اور آن کی آن میں ۴۸ ہزار سے زائد انسانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا۔ اور دوسری جنگ عظیم میں ۳۹ لاکھ ۴۰ ہزار انسان موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

۱۹۴۵ء میں ہی چین پر ڈھائی سو طیاروں کی مدد سے دو لاکھ پونڈ بارود برسا کر موت کا رقص عام کیا۔ اسی طرح وقتے وقفے سے مختلف ممالک امریکی جارحیت کا نشانہ بنتے رہے ۱۹۵۰ء میں امریکہ نے کوریا پر چڑھائی کر دی ۱۹۵۴ء میں گوئٹے مالا کو نشانہ بنایا۔ ۱۹۵۸ء میں امریکہ فوجیں انڈونیشیا میں داخل ہوگئیں۔ ۱۹۶۰ء میں کیوبا میں ۱۹۶۴ء امریکہ اور ویٹنا کی جنگ نے ۵۴ ہزار سے زائد انسانوں کی موت کی لپیٹ میں لے لیا، اس جنگ کا ایندھن بننے والوں میں بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی جو یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جرم کیا ہے، کس جرم کی پاداش میں انہیں موت کی نیند سلایا جا رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں پیرو میں، اور ۱۹۷۳ لاؤس میں، ۱۹۷۵ء میں عراق ۱۹۹۸ء میں سوڈان ۱۹۹۹ء میں یوگوسلاویہ۔ ان تمام جنگوں کے بعد سوچا جانے لگا کہ شاید اب امریکی انسانیت جاگ اٹھی ہے اور دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے، امن و امان کا بول بالا ہو جائے لیکن ضمیر فروش، مردہ دل جسم میں انسانیت تھی ہی کہاں جو جاگتی۔ بالآخر ۷ اراکتوبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان اور عراق میں اور فی الحال پاکستان کے نواحی علاقوں میں ڈرون حملہ کر کے معصوم کے خون کو چوس رہا ہے۔ اور پورا عالم اسلام تماشائی بن کر دیکھ رہا ہے۔ اس نے اپنی درندگی و سفاکیت کا ایسا ننگا کھیل کھیلا کہ روئے زمین کانپ اٹھی یہ ہے امریکہ کی جنگی تاریخ۔

مہابھارت اور رامائن کی جنگوں میں کروڑوں انسانوں کو کس تقدس کی بھینٹ چڑھا دیا گیا، ۱۴۸۰ء سے جنگ عظیم دوم تک ۲۷۸ جنگوں میں سے ۱۴۵ عالمی ۶۰ سامراجی ۷۸ شہر نوعیت کی حامل تھی۔

(Wright Q.A study of war p 64f)

نویں صدی میں وائکنگ حملوں کے بعد تیس سالہ جنگ کی تباہ کاریوں اور تشدد کی مثال نہیں ملتی، مسلسل تباہ کاریوں نے قحط اور متعدی امراض کو جنم دیا، مردم خوری روز کا معمول بن گئی تھی۔ عام طور پر یہ مقتول مجرمین کی لاشیں ہوتی جو تناول کی جاتیں اور السساک میں تو قیدیوں کو خوراک کی خاطر ہلاک کیا گیا۔ مدتوں مورخین یہ خیال کرتے رہے کہ جو جرمن بولنے والے تین تہائی افراد مارے گیے اور سب کے اندزوں کے مطابق (Encyclopaedia Britania Vol:23 P31)جنگ عظیم میں کم سے کم ایک کروڑ افراد ہلاک ہوئے اور دو کروڑ کے قریب زخمی ہوئے۔ (The Columbia, Viking Pesk Encyclopaedia P:1076)

ہٹلر کی نازیت، روس کی اشتراکیت، برطانیہ اور امریکہ کی انسانیت نوازی و بشر دوستی یہ تمام جلوے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تاریخی صفحات نے اس کو محفوظ کرلیا ہے، امن کے زمانے میں انسانیت کے بلندترین ''مینارہ بابل'' پر نمودار ہو کر وعظ و تلقین کرتے تھے ار جنگ کے زمانے میں انکے بندہ تلقین کی آوازیں آتشی بموں، بھیانک توپوں و ٹینکوں، اور ہلاکت آفریں ہتھیاروں کے حوالے ہو جاتی ہیں، انھوں نے خود اصول بنائے اور توڑ دیے، انہوں نے خود میثاق وعہد نامے لکھے اور پھر بے تکلفی اور بے پروائی کیساتھ خاک تلے دبا دیا۔ جنگ نے دنیا کو کیا دیا اس کی وضاحت و صراحت اور مفصیل روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب اسلام کے نظریہ جنگ میں رقم طراز ہیں۔

''موت وہلاکت کے وہ ضروب رقاب الامم، تباہی و بربادی کے وہ حروب قتال الملل جو خون کی رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسان کی جانوں کو کھینچ لیتے ہیں، پھر آبادیاں اجاڑ اور زندگیاں ہلاک ہو جاتی ہیں وہ ارواح حروب وضروب جو زندگی کے موت اور آبادی کے ویرانی کا دروازہ عجلت اور جلدی سے کھول دیتی ہیں، وہ ہلاک و موت کی عظیم الشان ہستیاں جن پر انسان پاش توپیں لدی ہوئی اور آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار ہوتے ہیں اور جو سمندروں میں تیرتی پھرتی ہیں اور ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتی ہیں۔

پھر آن کی آن میں آتش جنگ کے شعلے خرمت امن کو جلا کران کو خاکستر کا ڈھیر بنا دیتے ہیں، اور انسان صورت بھیڑیئے ہر طرف پھیل جاتے ہیں اور مظلوم انسانوں کو چیر پھاڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ انسان کی سوئی ہوئی بہیمیت وسبعیت جاگ اٹھتی ہے اور وہ اشرف المخلوقات صورت میں انسان ہوتا ہے، مگر خواہشوں میں بھیڑیا بن جاتا ہے، مجلسر اؤں متمدن انسان ہوتا ہے مگر میدان میں جنگی درندہ بن کر اپنے ہی ہم جنس کو پھاڑتا ہے وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات اور اپنی روح بہیمی میں دنای کا سب سے زیادہ خونخور جانر ہو جاتا ہے''۔ یہ ہے دنیا کی مشعل و شعلہ انگیز لڑائیوں کا منظر نامہ جن کے پیچھے نفس کی طاغوتی طاقت ہوتی ہے۔